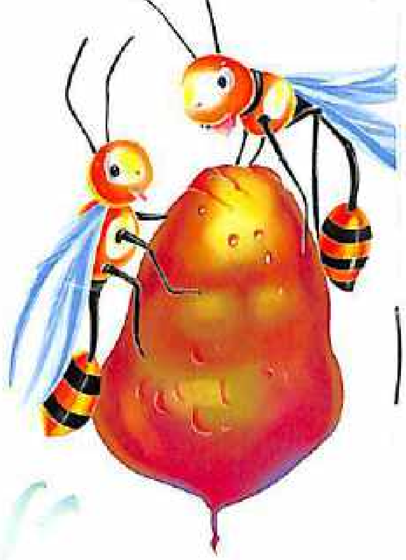

انجن ناری کی کہانی
اسی کی زبانی

مصنف: شمس الاسلام فاروقی

مصور: فجر الدین

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

پہلی اشاعت	:	2016
تعداد	:	2000
قیمت	:	-/20روپے
سلسلۂ مطبوعات	:	1916

ANJAN NARI KI KAHANI USI KI ZUBANI

By: Shamsul Islam Farooqui

ISBN:978-93-5160-157-9

ناشر: ڈائریکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی، 110025
فون نمبر: 49539000 فیکس: 49539099
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک 8، آر کے پورم، نئی دہلی، 110066 فون نمبر: 26109746 فیکس: 26108159
ای میل: ncpulsaleunit@gmail.com ای میل: urducouncil@gmail.com
ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طابع: سلاسار امیجنگ سسٹمس، C-7/5، لارنس روڈ، انڈسٹریل ایریا، نئی دہلی - 110035
اس کتاب کی چھپائی میں 130GSM, Art Paper استعمال کیا گیا ہے۔

میرا کاجل جیسا کالا، چمکدار بدن اور پتلی نازک کمر دیکھ کر ہی شاید مجھے انجن ناری نام دیا گیا ہوگا۔ ویسے مٹی گوندھ کر گھر بنانے کی وجہ سے کچھ لوگ مجھے گوندھنی یا کمہاری بھی کہتے ہیں۔ میری کہانی بہت عجیب ہے، اتنی عجیب کہ اگر سنو گے تو یقین کرنا مشکل ہو جائے گا اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے خود یقین نہیں آتا۔ اپنی موجودہ صورت کو دیکھ کر یہ سوچنا بھی عجیب لگتا ہے کہ کبھی میری شکل اتنی بُری تھی کہ اُسے دیکھ کر مجھے خود ہی گھن آتی تھی۔

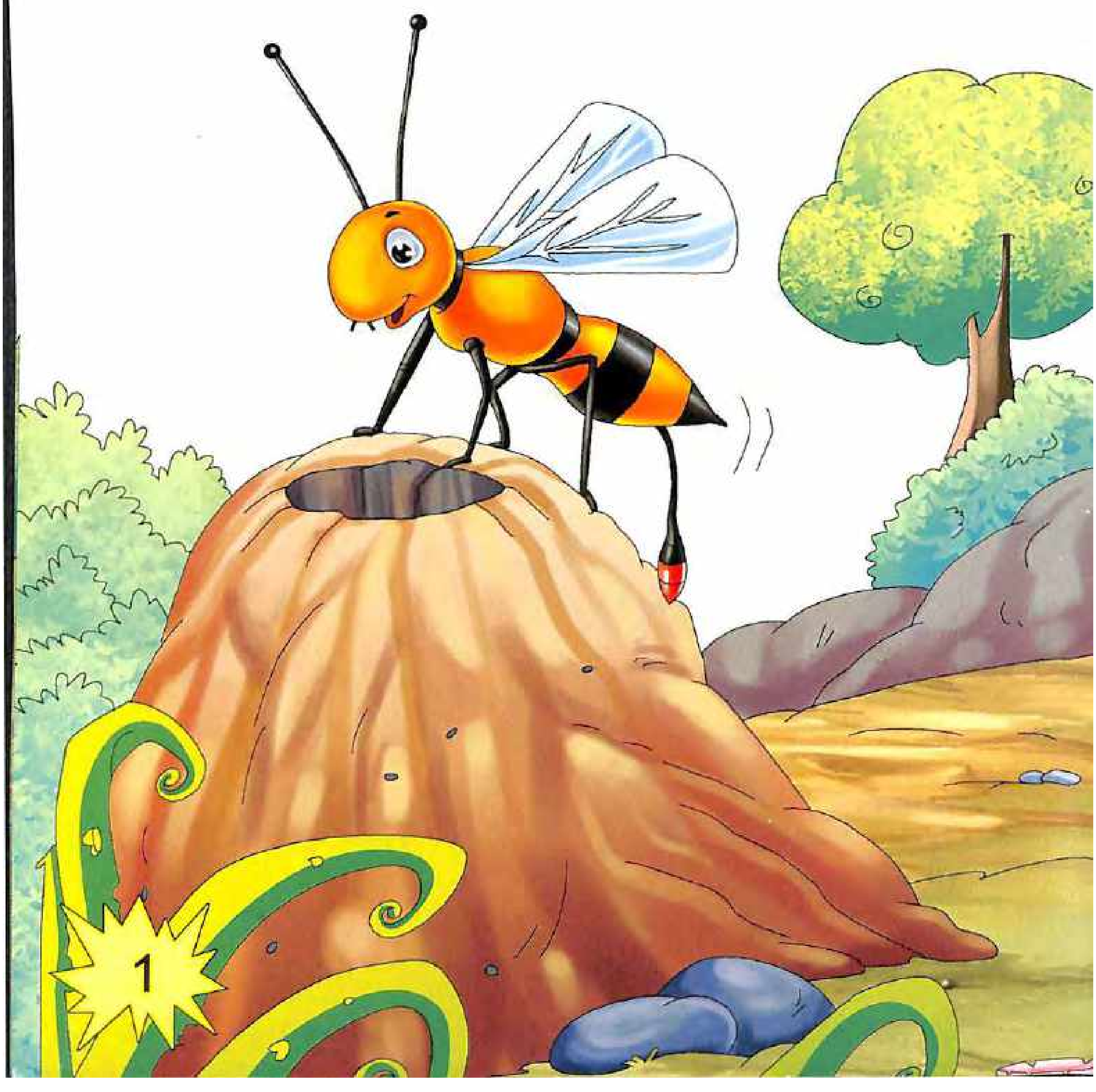

بالکل شروع کی بات ہے میں تقریباً ڈھائی دن تک ایک چھوٹی سی کوٹھری کے کونے میں بے سدھ پڑی تھی۔ میرے لیے ہلنا جلنا تک ممکن نہ تھا۔ صرف اپنے سر کو دائیں بائیں ہلا سکتی تھی۔ ایک بار جو سر گھمایا تو قریب ہی کھانے کی کوئی چیز پڑی نظر آئی۔ میں نے بڑی مشکل سے اسے کھایا۔ اس کا مزہ اچھا تھا اور اسے کھانے سے بدن میں کچھ طاقت بھی آ گئی تھی۔ آہستہ آہستہ میں نے اس چیز کو پورا ختم کر ڈالا جس کے بعد سچ مچ میرے جسم میں اتنی طاقت آ گئی کہ میں اپنی جگہ سے اٹھ کر اُس کال کوٹھری میں ٹہلنے لگی۔ وہ کال کوٹھری بھی عجیب تھی، ہر طرف سے بند۔ اس میں نہ کوئی کھڑکی تھی اور نہ کوئی دروازہ۔ وہ ہر طرف سے بند تھی۔ سوچتی ہوں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر میں اُس کال کوٹھری میں آئی کیسے تھی!

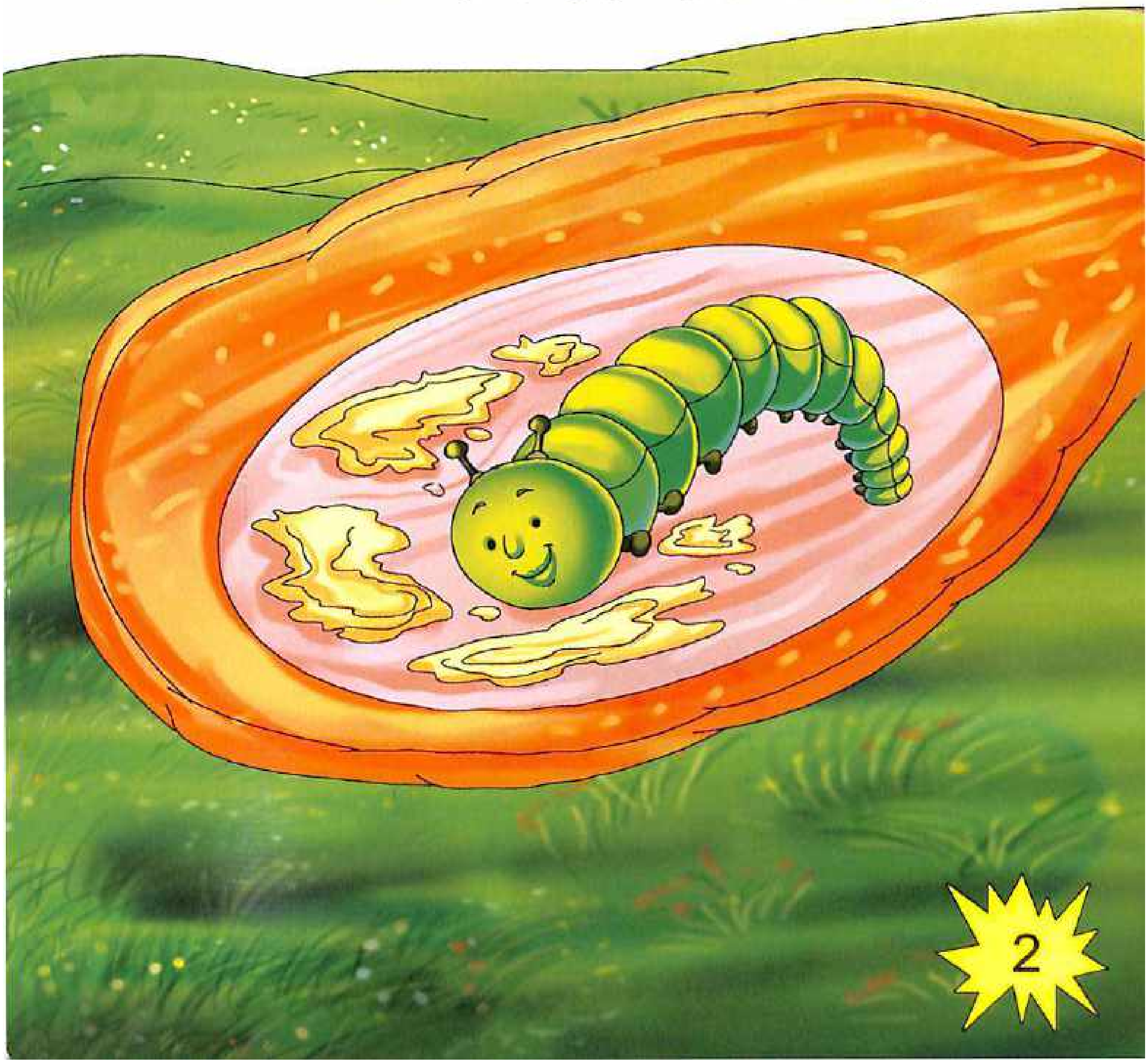

میں چل تو سکتی تھی مگر میرا جسم اب بھی بہت ملائم اور لچلچا تھا، بالکل کسی گیلے دھاگے کے ٹکڑے کی طرح۔ میرے منہ میں دو دانت تھے جو کسی قدر سخت اور مضبوط تھے۔ میں نے اُس کال کوٹھری میں گھوم گھوم کر اس کی دیواروں پر اپنے دانت مارنا شروع کیے۔ ایک جگہ کی آواز سے لگا جیسے وہاں کی دیوار کچھ کچی ہے۔ میں نے اُس جگہ کو اپنے دانتوں کی نوک سے کھرچنا شروع کر دیا اور سچ مچ تھوڑی کوشش کے بعد دیوار میں ایک سوراخ بنانے میں کامیاب ہوگئی۔

مجھے بڑی خوشی ہوئی اور میں سوراخ سے جلدی جلدی باہر نکل آئی ۔ مگر ہائے ری قسمت ۔ میں ایک کوٹھری سے نکلی تو دوسری میں پہنچ گئی ۔ یہ کوٹھری بھی پہلی کی طرح چاروں طرف سے بند تھی لیکن اس میں جگہ زیادہ تھی ۔ میں نے اس کوٹھری میں گھومنا شروع کر دیا۔ وہاں دیکھا تو ایک کونے میں ایک موٹی تازی مکڑی بے ہوش پڑی تھی ۔

مجھے کیونکہ بھوک لگ رہی تھی اور میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا اس لیے یہ مکڑی میرے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھی۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور آگے بڑھ کر اپنے دانت مکڑی کے نرم نرم جسم میں گاڑ دیے۔ مکڑی کا گوشت نہ صرف مزے دار تھا بلکہ بہت سا تھا۔ میں روز پیٹ بھر کر اس کا گوشت کھاتی اور پھر کوٹھری میں ٹہلا کرتی۔ کچھ ہی دن میں میرا قد بڑا ہو گیا اور میں موٹی تازی ہو گئی۔ اب میں کسی موٹی رسی کے ٹکڑے کی طرح ہو گئی تھی۔

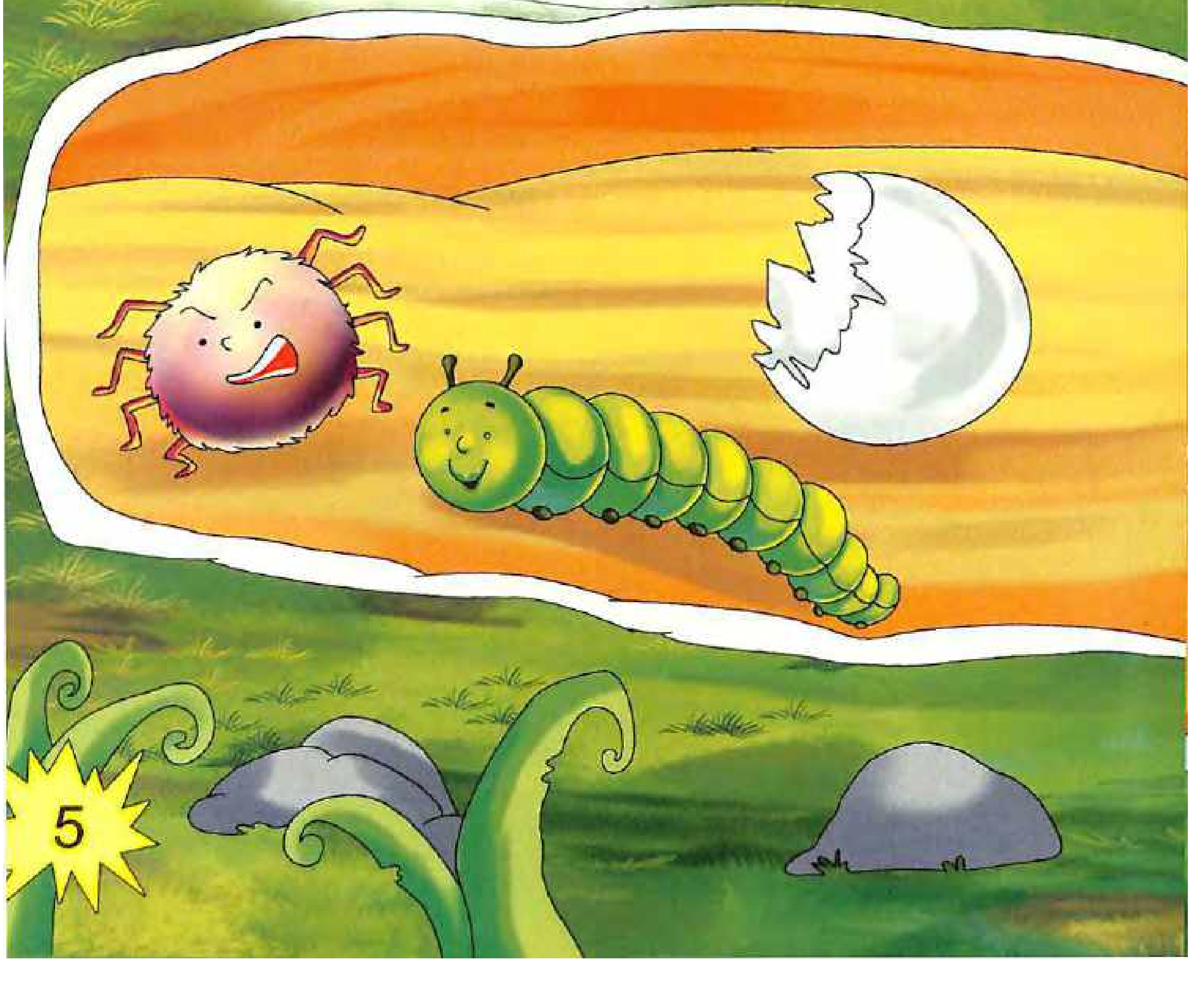

پھر اچانک ہی میری طبیعت سست رہنے لگی اور کھانے کی خواہش بھی کم ہوتے ہوتے بالکل ختم ہوگئی۔ مجھے لگا میں بیمار ہورہی ہوں۔ مکڑی بھی ختم ہوچکی تھی۔ میں نے سوچا کہ اچھا ہوا میری بھوک ختم ہوگئی۔ اگر بھوک رہتی تو میں کھاتی کیا۔ اِدھر طبیعت سست ہوئی اُدھر میرا جسم سکڑ کر چھوٹا ہونے لگا۔ اس کے علاوہ بھی جسم میں کچھ تبدیلیاں ہونے لگیں۔ پہلے میرا جسم اوپر سے نیچے تک ایک جیسا تھا مگر اب اس میں تین حصے صاف نظر آرہے تھے۔ اگلا حصہ جو سر تھا کچھ گول سا ہوگیا تھا۔ اس کے ایک دم پیچھے کا حصہ کچھ بڑا مگر چوڑا ہوگیا تھا اور اس میں اوپر کی طرف چار چھوٹے چھوٹے پیر اور نیچے کی طرف چھ جوڑ دار پیر نکل آئے تھے۔ اس کے بعد کا حصہ لمبا ٹیوب جیسا تھا جو چوڑا ہوکر آخر میں پتلا اور نوکیلا ہوگیا تھا۔ اب میری بھوک بالکل ختم ہوچکی تھی اور ہر وقت نیند آتی رہتی تھی۔ میرے چاروں طرف ایک غول بھی بن گیا تھا جس نے مجھے پوری طرح ڈھانپ لیا تھا۔

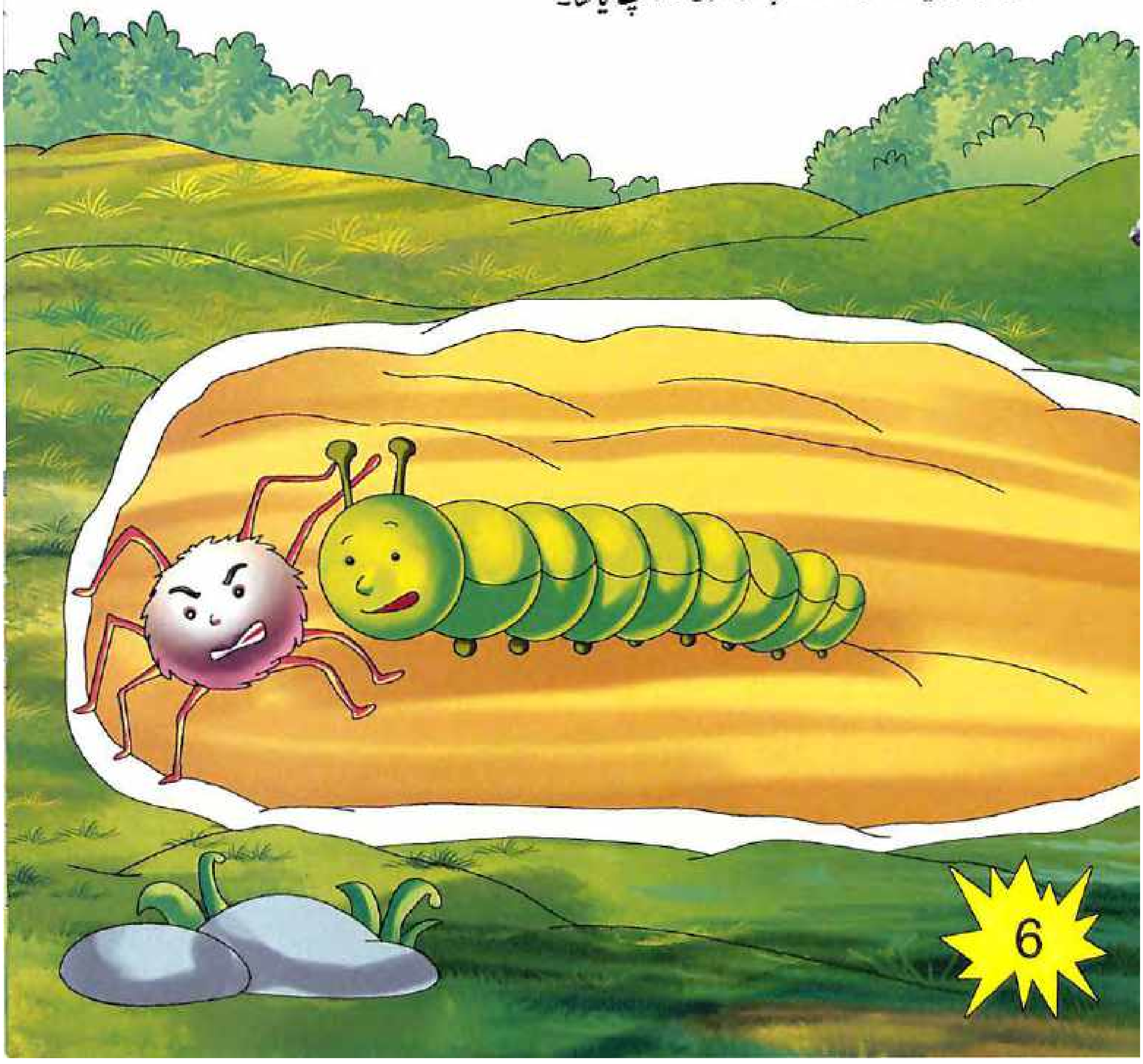

ایک دن جو نیند ٹوٹی تو اپنا روپ ہی بدلا ہوا پایا۔ میرا جسم بڑا ہو کر خوبصورت ہو گیا تھا۔ سر پر دو عدد ایرئل نکل آئے تھے جو چاروں طرف کی خبریں دیتے تھے۔ پَر اور پیر پورے بن گئے تھے مگر خول کی وجہ سے ایرئل، پَر اور پیر جسم کے ساتھ چپکے ہوئے تھے۔ جسم اب اتنا بڑا ہو گیا تھا کہ کوٹھری چھوٹی لگنے لگی تھی۔ اپنے خول اور اس کوٹھری سے اب مجھے الجھن ہونے لگی تھی۔

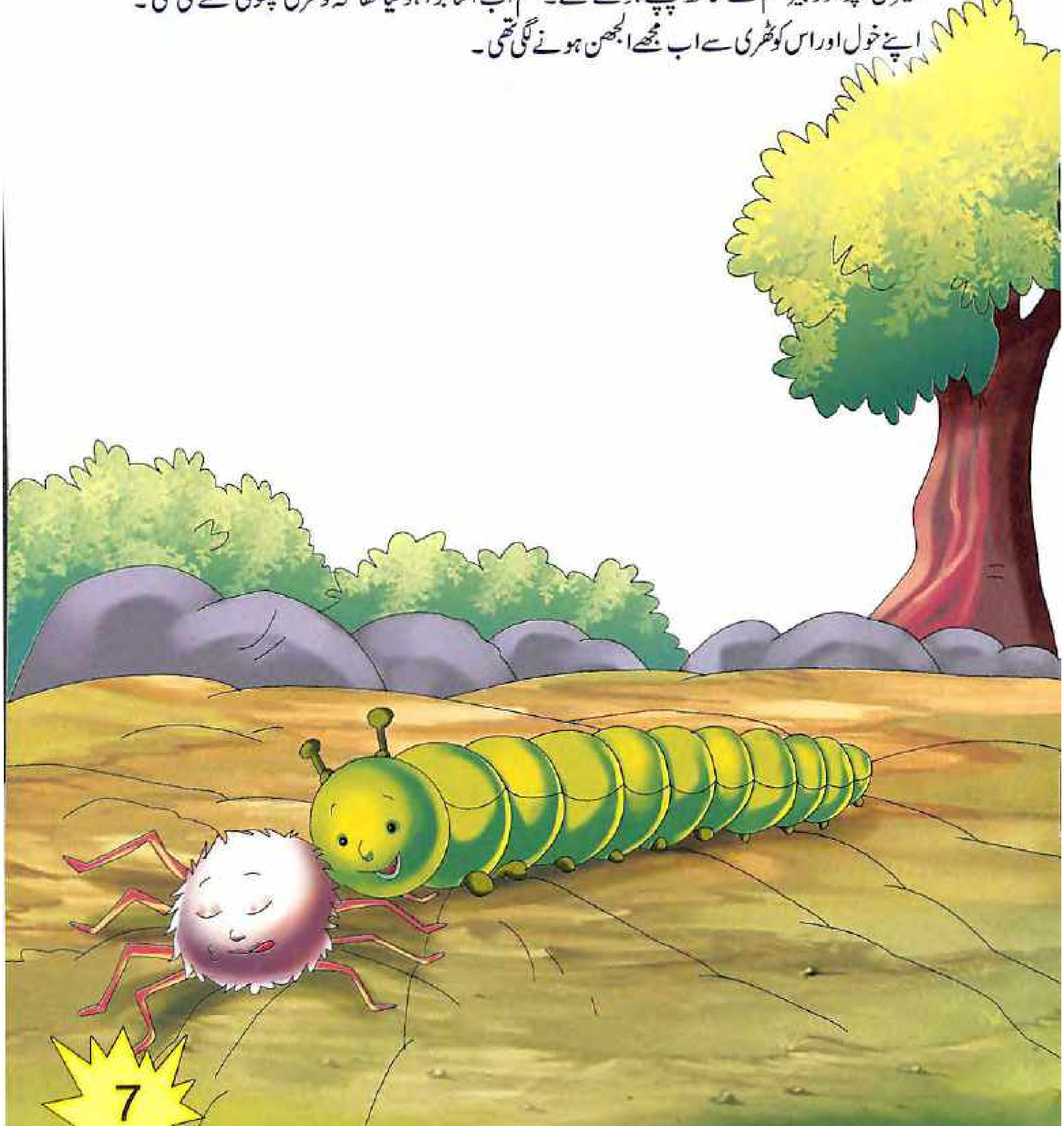

الجھن زیادہ بڑھی تو میں نے پہلے تو اپنا خول کاٹا اور پھر کوٹھری کی دیوار توڑ کر باہر نکل گئی۔ باہر کی دنیا تو ایک دم نرالی تھی۔ باہر کی چمکتی روشنی بہت بھلی لگی۔ میں اپنی کوٹھری سے نکل کر اس کی چھت پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں میرے ایریَل تن گئے اور پَر اور پیر دونوں پھیل گئے۔ میں نے اپنے پیروں سے ایک جست بھری اور پروں کو پھیلا دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے میں تو کھلی ہوا میں تیرنے لگی۔ اس وقت سچ مچ مجھے خود پر بہت رشک ہو رہا تھا۔ میری تو دنیا ہی بدل گئی تھی۔ کہاں کوٹھری میں بند بدصورت لجلجا سا جسم اور کہاں کھلی ہوا میں لہراتی خوبصورت انجن ناری۔

باہر کی دنیا تو سچ مچ بہت خوبصورت تھی۔ میں نے اپنے گھر کو دیکھا تو بڑی حیرت ہوئی۔ وہ مٹی کا بنا ہوا تھا اور اسے ایک مکان کی دیوار پر بنایا گیا تھا۔ میں سوچنے لگی اِسے کس نے بنایا ہوگا اور پھر مجھے اس کے اندر کیوں بند کر دیا۔ میں یہ سوچ ہی رہی تھی کہ سامنے کی دیوار پر نظر پڑی۔ پھر تو میری حیرت اور بھی بڑھ گئی۔ وہاں بالکل میری شکل کی ایک انجن ناری تھی جو مٹی سے ویسی ہی کوٹھری بنا رہی تھی۔ میں اڑ کر اس کے پاس گئی تا کہ اس سے پوچھوں کہ وہ کون ہے اور کیا کر رہی ہے۔ ہوسکتا ہے وہ بتا سکے کہ میری کوٹھری کس نے بنائی تھی اور مجھے کیوں اس کے اندر بند کیا تھا۔

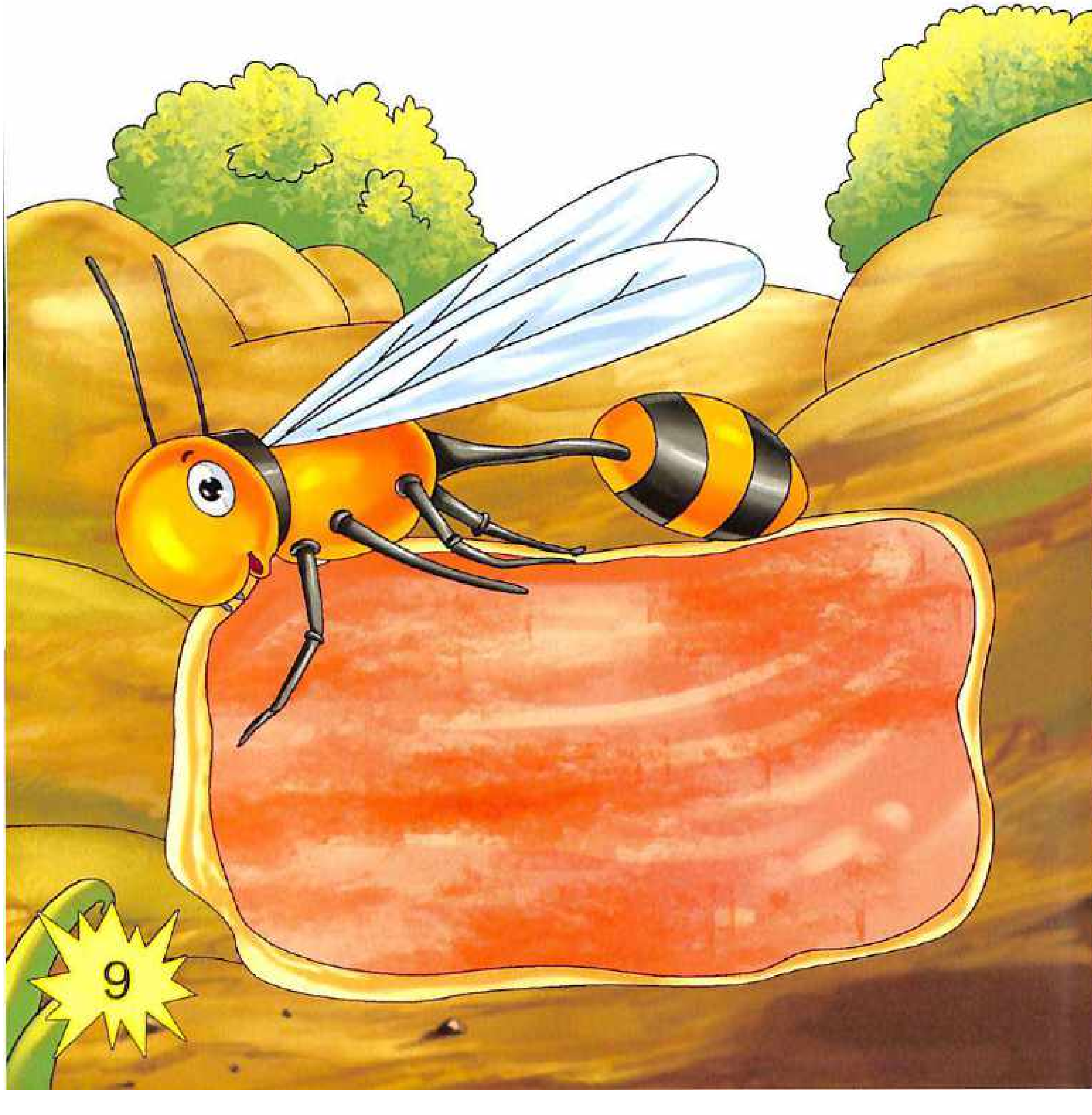

اس سے پہلے کہ میں اس سے کچھ پوچھوں اس نے مجھے دیکھ لیا اور دیکھتے ہی بولی: ''آؤ میری بیٹی تم ٹھیک تو ہو اور ہاں وہ مکڑی تمھیں کیسی لگی؟'' میں نے حیرت میں ڈوب کر اُس سے پوچھا: ''کیا آپ میری ماں ہیں، میری کوٹھری میں رکھی اس مکڑی کے بارے میں بھلا آپ کو کیسے پتا چل گیا؟'' وہ بولی: ''ہاں بیٹی میں ہی تمھاری ماں ہوں۔ ابھی کچھ دن پہلے میں نے ہی وہ گھر بنایا تھا اور وہ مکڑی بھی میں نے ہی وہاں رکھی تھی جس کے بعد میں نے ایک انڈا دے کر گھر کو بند کر دیا تھا کہ میرے انڈے یا مکڑی کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔

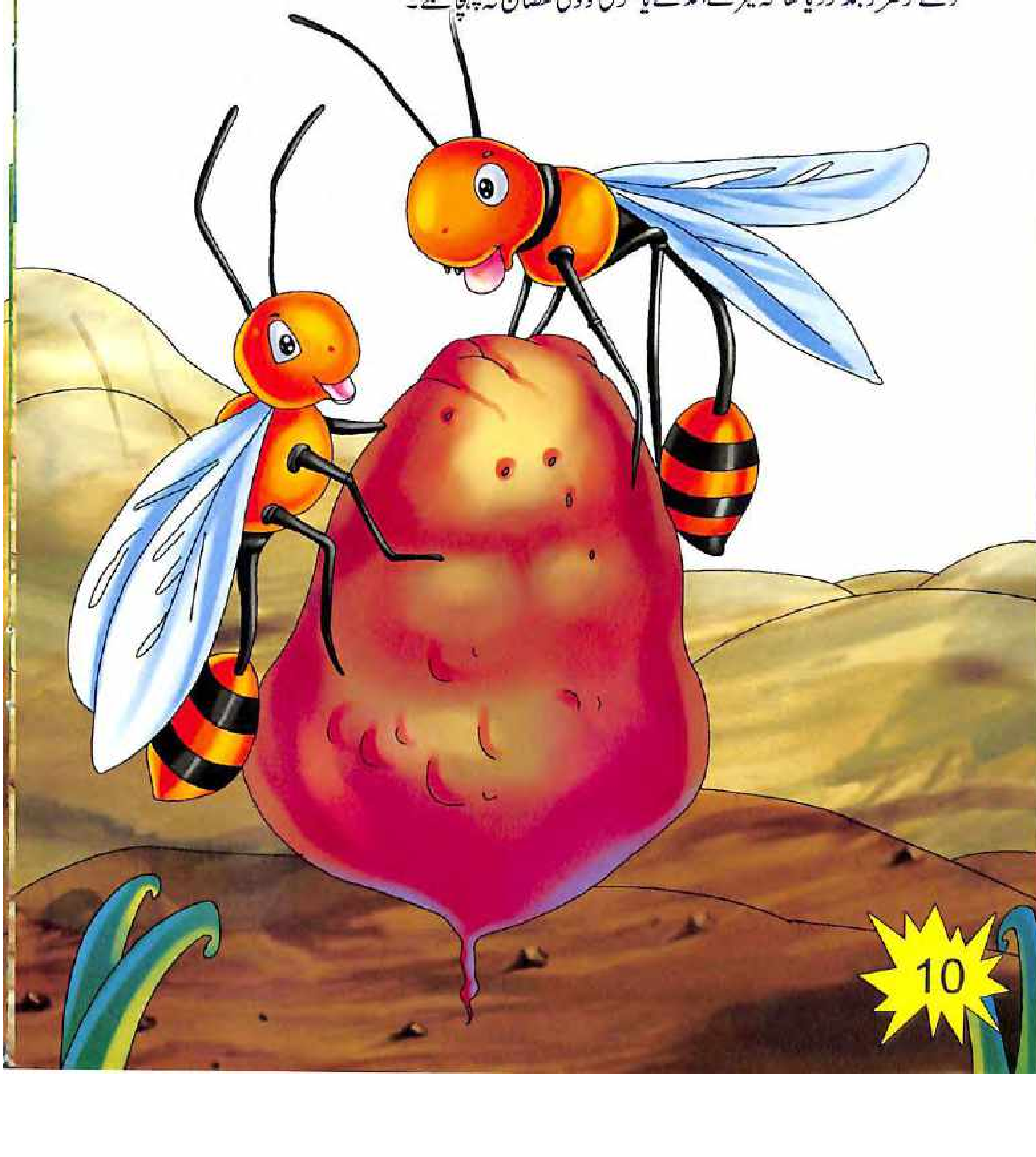

میں نے پوچھا: ''مگر اس کوٹھری میں تو میں بند تھی، وہاں کوئی انڈا تو تھا نہیں۔'' میری ماں نے سمجھایا: ''بیٹی اُس انڈے کے اندر تم ہی تو تھیں۔ میں جانتی تھی جب تم انڈا توڑ کر باہر نکلو گی تو تمھیں بھوک لگے گی اسی لیے میں نے وہ مکڑی اپنے ڈنک سے بے ہوش کر کے وہاں رکھ دی تھی تاکہ تم اسے کھا کر اپنی بھوک مٹاؤ اور بڑی ہو جاؤ۔ مجھے معلوم تھا کہ بڑی ہونے اور میری شکل کی بننے کے بعد تم گھر کی دیوار توڑ کر خود ہی باہر نکل آؤ گی پھر میری طرح تم بھی یہ سب کام کرنے لگو گی۔

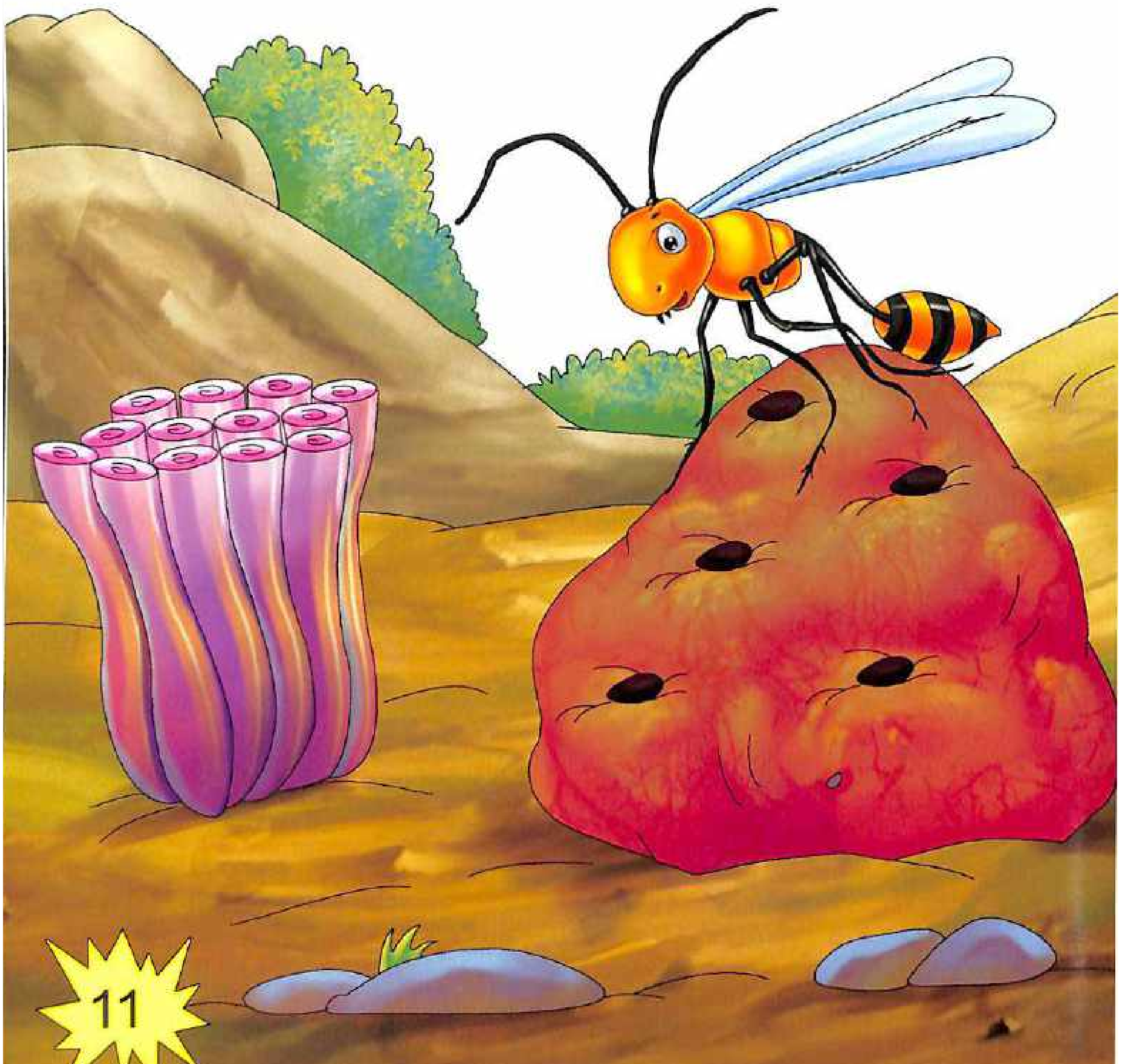

میں نے اپنی ماں سے حیرت سے پوچھا: ''ماں سب کام کرنے سے تمھارا کیا مطلب ہے؟'' میری ماں نے بتایا: ''سب کاموں کا مطلب ہے مٹی سے گھر بنانا، مکڑیاں یا دوسرے کیڑے جیسے لارووں وغیرہ کا شکار کرنا اور گھر میں لاکر رکھنا، انڈے دینا اور پھر گھر کو بند کر دینا۔'' میں نے کہا: ''مگر ماں میں تو یہ کام جانتی نہیں پھر بھلا کروں گی کیسے؟'' ماں بولی: ''گھبراؤ مت بیٹی، میں تمھیں بتاتی ہوں۔ دیکھو اس گھر کے باہر پھولوں کی ایک کیاری ہے۔ اس کی مٹی نرم ہے جسے تم منہ میں بھر کر لا سکتی ہو۔ اُس میں اپنے منہ کا لعاب ملا کر گوندھو گی تو وہ گھر بنانے کے قابل ہو جائے گی۔ تھوڑی تھوڑی مٹی لا کر تم پہلے ایک کوٹھری بنانا پھر مکڑی یا کوئی لاروا پکڑ کر لانا اور ایک انڈا دے کر اسے بند کر دینا۔ پھر اس کے برابر میں دوسری کوٹھریاں بنا کر یہی کام دہرانا۔ جب کئی کوٹھریاں بن جائیں تو ان سب کو مٹی کی مدد سے بند کر دینا۔ تم جو مکڑی یا کیڑا اپنے ڈنک سے بے ہوش کر کے لاؤ گی وہ بے ہوش ہی رہے گا مرے گا نہیں اور اس طرح تمھارے انڈے سے نکلنے والے لاروے کو تازہ گوشت کھانے کو ملے گا۔''

ماں نے اتنی اچھی طرح سمجھایا تھا کہ بات پوری طرح میری سمجھ میں آ گئی۔ اب میں بھی مٹی کا گھر بنانے اور اپنے ہونے والے بچوں کے لیے شکار لانے جا رہی ہوں۔

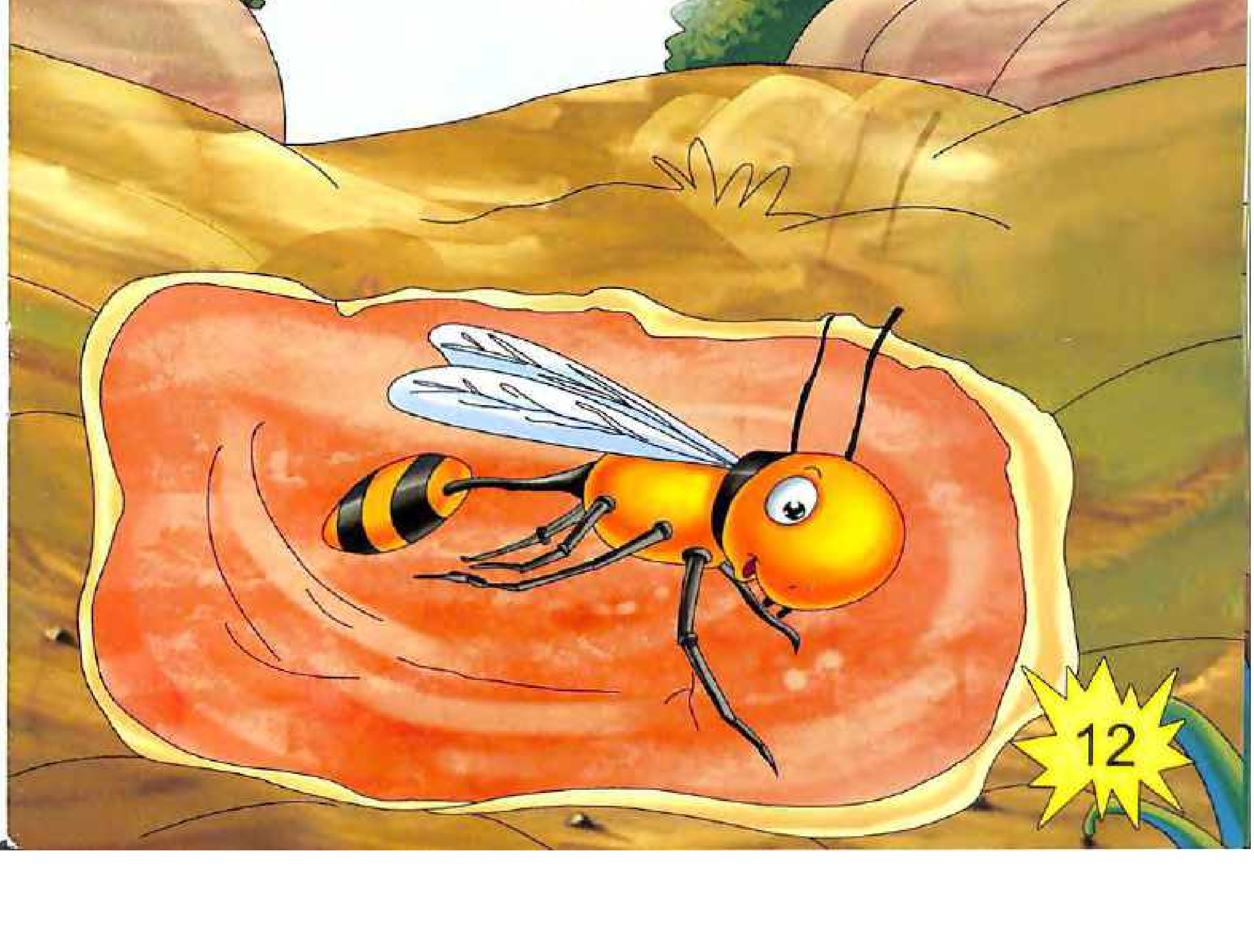

ISBN:978-93-5160-157-9

NCPUL
New Delhi

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند
فروغ اردو بھون ایف سی 33/9،
انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی۔ 110025

₹ 20/-